از مولانا محمد عبدالحلیم چشتی فاضل دیوبند

# قرآن کریم کا ایک قدیم ترین فارسی ترجمہ

جناب شمس الدین صاحب تاجر کتب لاہور کو نادر اور قلمی کتابوں کے مہیا کرنے اور ان کو مناسب جگہ پر پہنچانے میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ موصوف اس زمانے میں قلمی کتابوں کا ایک نہایت نادر ذخیرہ لائے تھے ان میں سے کچھ کتابیں انہوں نے قومی عجائب گھر میں دی ہیں جن کی علمی انداز پر فہرست تیار کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا جو کتابیں قومی عجائب گھر میں دی ہیں ان کی تعداد ساٹھ باسٹھ سے کم نہیں ہے ان میں اکثر و بیشتر نادر کتابیں ہیں۔

جن میں نحو کی مشہور کتاب شرح جامی کی فارسی شرح کا خوشخط نسخہ تھا فن قرأت کی کتاب کی فارسی شرح تھی الشیخ عبدالہادی بن معصوم کا شمائل ترمذی کا فارسی ترجمہ اخلاق المصطفیٰ کے نام سے تھا، نویں صدی ہجری کے نامور فقیہہ عثمان بن محمد غزنوی کی کتاب وسیلۃ السعادات دربیان عبادات کا سنہ ۸۹۶ھ کا مخطوطہ نسخہ تھا، مجموعۃ الغرائب جو فتاویٰ الغرائب کے نام سے بھی مشہور ہے اور بروکلمان کے بیان کے ابو جعفر حنفی کی تصنیف ہے کا سنہ ۹۷۱ھ کا ایک مخطوطہ تھا، عہد شاہجہانی کے نامور فاضل عبیداللہ خویشگی قصوری کی شرح دیوان حافظ کا کابلی نسخہ بحر الفراست نامی بھی تھا ہند و پاکستان کے باکمال فقیہہ کمال الدین کریم ناگوری کی کتاب مجموعہ خانی عین المعانی کا سنہ ۱۰۸۴ھ میں لکھا نسخہ تھا۔

اس مجموعہ میں دو حمائل اور دو قرآن مجید بھی تھے۔ حمائل خط بہار کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے قرآن مجید ایک معریٰ اور دوسرا مترجم ہے معریٰ قرآن مجید ایک مشہور خطاط یاقوت مستعصمی کے معاصر نظام الدین احمد

کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جس کے آخر میں ۶۲۷ء تحریر ہے یہ قرآن مجید معریٰ ہے لیکن خط، کاغذ طلاکاری اور نقاشی کے اعتبار سے نہایت اہم خصوصیات کا حامل ہے۔ مترجم قرآن مجید نادرۂ روزگار سے ہے نیشنل میوزیم نے اس کو محفوظ کر کے قومی ورثہ کی حفاظت کا حق ادا کر دیا ہے۔

## قرآن مجید فارسی معہ مختصر تفسیر

صفحات ۷۵۸ سائز ½۱۵ × ½۱۱"

### اجمالی کیفیت

یہ قرآن مجید ۷۵۸ صفحات پر مشتمل ہے ہر صفحہ میں متن و ترجمہ کی ۱۹ سطریں ہیں جس صفحہ پر تفسیر ہے اس کی ۲۱ سطریں ہیں پارۂ اول کا ربع اول نہیں ہے لیکن سورۂ طٰہ سے لے کر سورۂ قل ہو اللہ احد تک مکمل ہے۔

مذکورۂ بالا قرآن مجید کوفی خط نسخ میں ہے۔ خط نسخ بھی نہایت قدیم ہے اور اس کے طرز خط میں کوفی خط کی ادا جھلکتی ہے یہ ترجمہ متداول فارسی ترجموں سے بالکل مختلف ہے اس ترجمہ کی زبان تمام تر قدیم فارسی ہے سورۂ صاد کا نام اور آئتوں کی تعداد کوفی رسم الخط میں ہے جو کوفی آرٹ کا بہترین نمونہ ہے اس کے علاوہ تمام سورتوں کے نام اور تفسیر کے عنوانات سب آب زر سے لکھے ہوئے ہیں اور رکوع کی علامات پھول کی شکل میں بنی ہوئی ہیں اور ان کے بیچ میں کوئی لفظ خط کوفی میں لکھا ہوا ہے ہر پھول کی جدولیں نہایت ہی باریک ہیں اور ان میں بھی زرافشانی کی گئی ہے آئتوں کے اوقاف کے جو نشان بھی دائرہ کی صورت میں بنے ہوئے ہیں وہ زرافشانی سے مزین ہیں اور ان کے اندر بھی علامات وقف کوفی خط میں لکھی ہوئی ہیں ہر صفحہ پر متن کے چہار طرف نیلم سے جدولیں بنی ہوئی ہیں سورت کے ناموں کی ہر سطر زرافشانی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ان امور کی تصدیق ان دو قدیم عکسی تصویروں سے بھی کی جا سکتی ہے جو اسلامی انسائیکلو پیڈیا شائع کردہ دانشگاہ پنجاب کی چوتھی جلد کے تیسرے کراسہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک چوتھی صدی اور دوسری پانچویں صدی ہجری کے قلمی قرآن مجید کی ہیں ان کے اور اس کے اوقاف اور

نقش ونگار میں سرمو فرق نہیں ہے بلکہ اس میں سورۂ صاد کے اندر جو کوفی آرٹ کا اعلیٰ نمونہ موجود ہے اس کی مثال سے وہ دونوں قرآن مجید بھی یکسر خالی ہیں صرف یہی ایک بات اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ یہ قرآن مجید چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے درمیانی زمانہ کا لکھا ہوا ہے اسی طرح بوسٹن کے عجائب خانہ میں کوفی خط میں لکھا ہوا سورۂ طٰہٰ کا ایک نسخہ موجود ہے یہ پانچویں صدی ہجری کے اوائل کا ہے اس کا عکس مستشرق اسکروڈر Eric Schroeder نے آرٹ اسلامیکا Art Islamica صفحہ ۲۲۹ میں دیا ہے اس کے اوقاف اور گل کاری ہوبہو اسی جیسے ہیں۔

**رسم الخط** اس قرآن مجید کا رسم الخط وہی ہے جو دنیائے اسلام کے مشہور خطاط ابن البواب علی بن بلال المتوفی ۴۲۳ھ ہجری کا طرز نگارش ہے خیر الدین زرکلی نے الاعلام ج ۵ ص ۷۶ اور لوح نمبر ۷۹۴ میں ابن البواب کے خط کا جو نمونہ دیا ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن البواب کے دائرے اور کششیں اس قرآن مجید کے متن کے الفاظ کے دوائر اور کششیں ایک ہی جیسی ہیں اس لئے ممکن ہے کہ متن قرآن اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو نام قطعی شہادت نہ ہونے کی وجہ سے اگر ہم اس کو تسلیم نہ کریں تو اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ اس دور کے کسی باکمال ماہر کے قلم کا شاہکار ضرور ہے۔

**کاغذ** کاغذ، کتابت اور نقاشی سنٹرل ایشیا، توران ماوراء النہر کی معلوم ہوتی ہیں کاغذ نہایت قدیم ہے اور عجیب اجزا سے تیار کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کو پانی پہنچنے کے بعد پانی کا اثر کاغذ پر نمایاں ہوا ہے لیکن کاغذ ایک دوسرے سے نہیں چپکا ہے سیاہی بھی کچھ ایسی بنی ہوئی استعمال ہوئی ہے کہ پانی اس کو پہنچا ہے لیکن سیاہی اس سے متاثر نہیں ہوئی۔

**وصلی** یہ قرآن مجید نہایت باریک وصلی پر لکھا ہوا ہے وصلی کی صورت یہ ہے کہ دو کاغذوں کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہے اور یہ کام کچھ اس ہنرمندی اور سلیقہ سے کیا گیا ہے کہ تمیز کرنا مشکل ہے اور حیرت ہے کہ کاغذ کو پانی پہنچنے پر بھی جوڑ کہیں سے نہیں کھلا اور نہ بظاہر کہیں اس امر کا سراغ ملتا ہے کہ یہ دو کاغذ ہیں پھر کاغذ کو ایسا گھوٹا گیا ہے کہ اس میں چکناپن آگیا ہے اور

اسی وجہ سے قرآن مجید وزنی ہو گیا ہے۔ ہم نے ایک مقام پر کاغذ کو تھوڑا سا جدا کر کے اس حقیقت کو واشگاف کر دیا ہے کہ یہ قرآن مجید وصلی پر لکھا گیا ہے۔

کاغذ کی ساخت اور قدامت، سیاہی اور اس کی پختگی، خط اور زبان کی قدامت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ قرآن مجید چوتھی یا پانچویں صدی ہجری کا مخطوطہ ہے، ہمارے اس دعویٰ کی دلیل نظام الدین احمد النسایہ کا تحریر کردہ قرآن مجید ہے جو ۷۰۶ھ ہجری کا مخطوطہ ہے جب وہ آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہے تو یہ کم از کم پانچویں صدی ہجری کا مخطوطہ ضرور تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

**املاء** قرآن مجید، ترجمہ اور تفسیر تلفظ اور املا کے معاملہ میں تورانی اور ماوراء النہری روایات کا پابند ہے یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ گاف کو کاف اور دال کو ذال لکھا گیا ہے اور یائے مجہول کہ بھی استعمال ہوئی ہے، املا میں انہی امور کی رعایت کی گئی ہے جن کو تورانی یا ماوراء النہری کرتے ہیں۔

**ترجمہ اور تفسیر کی خصوصیات** ترجمہ اور تفسیر کی زبان بھی نہایت قدیم ہے اس میں حروف زائدہ "اندر" با "مر" اور "ملا" وغیرہ کا بکثرت استعمال ہوا ہے۔ مزید برآں اس میں اور بھی باتیں ہیں مثلاً مترجم خواہید چشید کو خواہیت چشتیت لکھتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں جن کو ہر صفحہ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلوب بیان اور صفائی عبارت، سادگی اور سلاست کے اعتبار سے اس کی زبان تاریخ طبری وغیرہ کی زبان سے ملتی ہے، اس تفسیر میں محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ کے نام کے سوا کسی اور قدیم تر مفسر کا نام نہیں آیا ہے موصوف کا نام حسب ذیل سورتوں کی تفسیر میں ملتا ہے۔

(۱) سورۂ عنکبوت (۲) سورۂ احقاف (۳) سورۂ صافات (۴) سورۂ حجرات (۵) سورۂ اذا السماء انفطرت (۶) سورۂ بلد (۷) سورۂ سجدہ (اس میں تاریخ طبری کا بھی حوالہ موجود ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے پیش نظر صرف محمد بن جریر طبری کی کتابیں ہیں اور یہ ترجمہ محمد بن جریر المتوفی ۳۱۰ھ ہجری کے بعد کی تالیف ہے، ترجمہ اگرچہ لفظی ہے لیکن مترجم نے ترجمہ

کے اندر سہل جامع اور مناسب تر الفاظ کا انتخاب کیا ہے۔ جس سے ترجمہ نہایت جامع، بڑا معنی خیز، عام فہم اور رواں ہو گیا ہے جس طرح ترجمہ میں فارسی کے غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے گریز کیا گیا ہے اسی طرح ہمیں ترجمہ کے اندر عربی کے الفاظ بھی خال خال نظر آتے ہیں اور وہ بھی ایسے ہیں جن کا استعمال اس زمانہ میں بہت عام تھا ان کو بھی مترجم نے مطلب کی وضاحت کے لئے بڑے ہی غور و فکر کے بعد رکھا ہے اس سے اس کا افادی پہلو اور بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔

**تفسیر** اس وقت ترجمہ اور تفسیر کا جو حصہ موجود ہے اس میں احکام سے متعلق آیتیں کم ہیں اس لئے ہمیں اس مختصر تفسیر میں قصص کا بیان زیادہ ملتا ہے اس میں بھی مترجم نے مضمون کے اعادہ سے گریز کیا اور حوالۂ سابقہ پہ اکتفا کیا ہے لیکن جہاں کلام سے متعلق کوئی بات آئی ہے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اس پر بحث کی ہے چنانچہ خلافت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے، ایلاء کی بحث میں مسئلہ ایلاء پر بھی کلام کیا ہے۔

اس ترجمہ کی جامعیت، سادگی اور خوبی کا صحیح اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب تا ہوز اہل زبان کے ترجموں یا دقیق النظر اہل قلم کے فارسی ترجموں سے اس ترجمہ کی صرف چند آیتوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے، ہم مشتے نمونہ گلے از گلزارے یہاں صرف ایک دو آیتوں کا ترجمہ شہرۂ آفاق فارسی ترجموں سے نقل کرتے ہیں جن میں سے بعض ترجمے ایسے ہیں جو انفرادی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ حکومت افغانستان نے انتخاب زمانہ دیدہ دروں اور باکمال علماء سے ترجمہ کرا کر نہایت صحت و اہتمام سے شائع کیا ہے اس کو بھی ہم تقابلی ترجمہ میں پیش کریں گے اور پھر اس ترجمہ کو نقل کرینگے جو خود کہے گا ؎ دلے من چیزے دیگر ام

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ ۚ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ۚ
یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ
الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝

(۱) ملا حسین بن علی واعظ کاشفی المتوفی ۹۱۰ھ ترجمہ کرتے ہیں۔

تو بیابی جھودان را، حریص ترین مردمان بر زندگانی واز آنانکہ شریک آورند، دوست دارد یکے ازایشاں کہ کاش عمر دادہ شود ہزار سال، و نیست آنکہ او رہانندہ باشد از عذاب دوزخ آنکہ عمر دادہ شود، و خدا بینا ست بانچہ می کنند۔

(۲) وہ ترجمہ جو سعدیؒ سے منسوب ہے۔

تو بیابی جھوداں را احریص ترین مردماں بہ زندگانی و حریص تر از آنانکہ شریک می آرند دوست دارد یکے ازایشاں کہ کاش عمر دادہ شود ہزار سال، و نیست رہاکنندہ او از عذاب دوزخ آنکہ عمر دادہ شود، خدا بیناست وانچہ می کنند۔

(۳) ترجمہ منقول از قرآن مجید موسوم بہ کشف الآیات مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ طہران ۱۳۶۶ھ

و ہر آئینہ بیابی ایشاں را حریص ترین مردمان، بر زندگانی را آنانکہ شرک آوردہ اند دوست می دارد احدِ ایشاں را کہ کاش عمر دادہ شود و خدا بیناست انچہ می کنند۔

(۴) ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

و ہر آئینہ بیابی ایشاں را حریص ترین مردم، بر زندگانی و حریص تر و از آنانکہ مشرک اند دوست می دارد یکے ازایشاں کاش عمر دادہ شود ہزار سال، و نیست رہانندۂ وے از عذاب، آن کہ عمر دادہ شود و خدا بیناست وانچہ می کنند۔

(۵) ترجمہ شیخ الہند فارسی طبع کابل ۱۳۲۳ھ

و ہر آئینہ بیابی ایشاں را، حریص ترین مردم بر زندگانی و حریص تر اند کسانیکہ شرک آوردہ اند دوست می دارد یک یک ازایشاں کاش عمر دادہ شود ہزار سال، و نیست آں رہانندۂ وے از عذاب کہ عمر دادہ شود و خدا نیک بیناست انچہ می کنند۔

(۶) ترجمہ نسخہ ہذا۔

دیابی ایشاں را آرزومند ترین مردمان بر زندگانی و از آن کس ہا کہ ہنباز گرفتند، دوست

دارند یکے از ایشاں، اگر زندگانی باشد او ہزار سال و نباشد اس دور کنندہ او را از عذاب
کہ زندگانی او دراز باشد و خدا بیناست بر آنچہ ہمی کنند۔

اس ترجمہ میں جیسے عام فہم سادہ اور سلیس جامع اور مختصر الفاظ مترجم نے رکھے ہیں بیان سے
باہر ہیں۔

اب ذرا اس مقام کو بھی ملاحظہ فرمائیں جہاں مترجم نے عربی الفاظ کو ترجمہ میں جگہ دی ہے، اس کی
خوبی کا اندازہ بھی ان مذکورۂ بالا ترجمہ پڑھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے، ان ترجموں کے پڑھنے کے بعد
یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ مترجم نے ترجمہ میں عربی الفاظ لا کر حقیقت سے ذہن انسانی کو کس قدر
قریب تر کر دیا ہے اور مغز کلام کو کس طرح آشکارا کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مترجم کے ترجمہ کا لطف الفاظ کی
ترجمانی سے بالاتر ہے نمونہ درج ذیل ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۝ وَأَرِنَا
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۝ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ
فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پ ۱/۱۵)

(۱) ترجمہ ملا حسین کاشفی

اے پروردگار ما گردان ما ہر دو را ثابت باسلام مر ترا واز فرزندان ما گروہے گردن
نہندہ مر ترا و بنمائی مارا افعال حج و قبول فرمائی بر ما توبہ، بدرستیکہ توئی توبہ پذیرندہ
مہربان، اے پروردگار ما، و برانگیز درمیان ایشاں رسولے از ایشاں کہ بخواند برایشاں آیہائے
ترا و بیاموزد آنہا را الکتاب و حکمت پاک گرداند ایشاں را بدرستیکہ توئی غالب محکم کار۔

(۲) سعدی کا ترجمہ۔

اے پروردگار ما گردان مارا ہر دو ثابت باسلام مر ترا واز فرزندان ما گروہے گردن
نہندہ مر ترا، و بنما مارا افعال حج و قبول فرما بر ما توبہ، بدرستیکہ توئی توبہ پذیرندہ

مہربان اے پروردگار ما در انگیز در میان اینہا رسولے از اینہا کہ بخواند بر اینہا آیتہائے ترا، دبیا مرزد اینہا را کتاب وحکمت و پاک گرداند اینہا را بر آئینہ توئی توانا و دانا

(۳) ترجمہ ایمانی کشف الآیات

پروردگار ما، دیگرداں مارا دو منقاد مر ترا، و از ذریت ما، است منقاد مر ترا، و نما مارا مناسکان، و بپذیر توبہ از ما، بدرستیکہ توئی توبہ پذیر مہربان، پروردگار ما، دبر انگیز رسولے در ایشان کہ بخواند بر ایشان، آیتہائے ترا دبیا مرزد ایشاں را کتاب وحکمت و پاک سازد ایشاں را بدرستیکہ توتوئی غالب، درست کردار۔

(۴) ترجمہ شاہ ولی اللہ

اے پروردگار ما، وبکن مارا فرماں بردار خود ست آواز اولاد ما، وبکن گروہے منقاد خودت و نما مارا طریق عبادت ہائے ما، وبمہربانی باز آبر ما، ہر آئینہ توئی باز آیندہ، مہربان اے پروردگار ما، بفرست در میان ایشاں پیغامبرے از ایشاں بخواند بر ایشاں آیتہائے تو دبیاموزد ایشاں را کتاب وعلم، وپاک کند ایشاں را، بدرستیکہ توئی غالب محکم کار۔

(۵) ترجمہ شیخ الہند

اے پروردگار ما، بگرداں مارا فرماں بر اں بخود، واز اولاد ما گروہے فرمان بر بخود، و نما مارا مناسک مارا (قواعد حج) وبپذیر توبہ مارا، ہر آئینہ توئی پذیرندۂ توبہ، مہربان اے پروردگار ما ولبفرست در میان ایشان پیغمبرے از ایشاں کہ بخواند بر ایشاں آیتہائے ترا دبیاموزد ایشاں را کتاب وحکمت و پاک کند ایشاں را بہ آئینہ تو توئی بسیار غالب بسیار با حکمت۔

(۶) ترجمہ نسخہ ہذا۔

بار خدائے ما بکن مارا، دو مخلص ترا، از فرزنداں ما گروہے مخلص ترا، و بنمائے مارا، کار ہائے حج ما، د توبہ در بر ما کہ توئی توبہ دہندہ و بخشایندہ، بار خدائے ما، ولفرست اندر میان ایشان پیغامبرے از ایشان تا برخواند بر ایشاں آیتہا تو، دبیاموزد ایشاں را،

کتاب وحکمت وپاکیزہ کند ایشاں را کہ توئی تو بے ہمتا با حکمت۔

افسوس ہے کہ سعی بسیار کے باوجود قرآن مجید کا پورا نسخہ دستیاب نہیں ہوا، اگر اول، آخر کا صفحہ ہی مل جاتا تو ہمیں شاید مصنف اور کاتب کا نام معلوم ہو جاتا اور سن کا بھی تعین ہو جاتا لیکن کچھ یونہی مقدر تھا تاہم ترجمہ قرآن اور تفسیر کے بالاستیعاب مطالعہ سے اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا ہے کہ اس کا مترجم اور مفسر کوئی چوتھی صدی ہجری کا نہایت جیّد عالم تھا اس کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر غیر معمولی عبور حاصل تھا وہ بڑا معتدل مزاج انسان تھا، اختلافی مسائل سے کہیں تعرض نہیں کیا اسی طرح مسلک حق کے اظہار میں کہیں پہلو تہی نہیں کی ہے جس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مترجم چوتھی صدی ہجری کے وسط میں بقید حیات تھے وہ درج ذیل ہے۔

پس بکتاب فتن اندر چنیں آمدہ است کہ این دجال بہ آخر زمان بیرون آید نہ بیرون آمدن او بیرون آمدن یاجوج ماجوج و بیرون آمدن مہدی و عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام یک سال باشد و باز بروند از یں جہاں جو سال از چہار صد بگذرد ایں راہر ساعتے چشم باید داشتن (حدیث دجال سورۂ مومن)

حافظ محمود شیرانی مرحوم نے ایک نہایت فاضلانہ مقالہ "قرآن مجید کی ایک قدیم تفسیر" کے عنوان سے اورینٹیل کالج میگزین لاہور کے اندر مئی ۱۹۳۳ء میں سپرد قلم کیا تھا جو بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے اس میں موصوف نے فارسی میں تفسیر نگاری کا آغاز چوتھی صدی ہجری کے وسط میں ۳۴۵ھ ہجری سے قرار دیا ہے اور پھر قدیم ترین پانچ تفسیروں کے حسب ذیل نام گنائے ہیں۔

(۱) تفسیر منصوری (یہ وہی تفسیر ہے جو ابو صالح منصور بن نوح سامانی نے علماء کی ایک جماعت سے تفسیر طبری کا ترجمہ کرایا ہے۔

(۲) تفسیر السور آبادی از ابوبکر عتیق بن محمد السورآبادی الہروی جو الپ ارسلان سلجوقی ۴۵۵ھ ہجری و ۴۶۵ھ ہجری کے عہد کے بزرگ ہیں۔

(۳) تاج التراجم فی تفسیر القرآن للعجم المعروف بہ تفسیر طاہری از عماد الدین ابو المظفر طاہر بن

محمد الامن آیتی المخاطب بہ شاہفور المتوفی ۴۷۱ھ ہجری۔

(۴) تفسیر زاہدی از ابونصر احمد بن الحسن بن احمد بن سلیمان درواجکی یہ تفسیر ۵۱۹ھ ہجری میں بخارا میں تالیف ہوئی۔

(۵) تفسیر بصائر یمینی یا البصائر فی التفسیر از محمد بن محمود نیشاپوری یہ بہرام شاہ غزنوی ۵۱۱ھ ہجری ۵۵۲ھ ہجری کے عہد کے بزرگ ہیں۔

مذکورۂ بالا پانچ تفسیروں میں سے تفسیر منصوری بلاشبہ چوتھی صدی ہجری کی تالیفات میں سے ہے لیکن وہ کوئی مستقل اور جداگانہ تفسیر نہیں وہ تفسیر طبری کا ترجمہ ہے جو چالیس مجلدات پر مشتمل تھا، ظاہر ہے کہ مخطوطہ ترجمہ و تفسیر، تفسیر طبری کا ترجمہ تو کیا خلاصہ بھی نہیں ہے بلکہ ایک جداگانہ اور مستقل ترجمہ و تفسیر ہے، تفسیر منصوری کے علاوہ جو چار تفسیریں ہیں وہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کی تفاسیر میں سے ہیں اور ان میں سے کوئی یقینی طور پر چوتھی صدی ہجری کی تصنیف نہیں ہے چونکہ آج مذکورۂ بالا تفسیریں ہمارے سامنے نہیں ہیں اس لئے ممکن ہے کہ مخطوطہ بھی ان میں سے ایک ہو اگرچہ یہ امکان بھی ایسا ہے جس پر کوئی قوی قرینہ ثبوت میں پیش نہیں کیا جاسکتا ہے اس کے برعکس یہ کہنا بے جا نہیں کہ مخطوطہ ہذا کا مذکورۂ بالا اقتباس اس امر کا شاہد ہے کہ ترجمہ و تفسیر چوتھی صدی ہجری کے اختتام سے قبل ہی پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا تھا۔

بہت ممکن ہے کہ یہی ترجمہ و تفسیر عہد سامانی کا وہ ناقابل فراموش علمی کارنامہ ہو جو تاریخ طبری اور تفسیر طبری کے ترجمہ کے معاً بعد ہوا ہے جیسا کہ بعض مستشرقین کا خیال ہے، عصر حاضر کا نامور مورخ و ادیب ڈاکٹر رضا زادہ شفق تاریخ ادبیات ایران میں لکھتا ہے۔

"تاریخ طبری اور تفسیر طبری کے ترجموں کے سوا قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کا ایک قلمی نسخہ بھی ہے جس کے بارے میں بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ یہ بھی سامانی دور سے تعلق رکھتا ہے" ملاحظہ ہو تاریخ ادبیات

ایران ترجمہ سید مبارز الدین طبع ندوۃ المصنفین دہلی سنہ ۱۹۵۵ء ص ۱۷۱)

ان تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ کہنا حقیقت سے بعید نہیں کہ یہ مخطوطہ مذکورۂ بالا تمام تفسیروں سے جدا ہے اس لحاظ سے یہ عظیم الشان نادر مخطوطہ دنیا بھر میں یکتا و منفرد ہے۔

---

دائرہ معین المعارف کا سہ ماہی رسالہ

جلد ۲ شمارہ ۱

مرتبہ

ڈاکٹر سید معین الحق

حق نشان - ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۵

ٹیلیفون ۴۰۸۴۷

قیمت سالانہ: آٹھ روپئے اسی پیسے فی شمارہ: دو روپے پچاس پیسے

# فہرست مضامین